

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

موت کی تمنا

حدیث شریف: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضَرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَأَعْلًا فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي.

{صحيح البخاری: 5671، المریض، صحيح مسلم: 2680 الذکر}

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں کا کوئی شخص کسی تکلیف کے سبب جو اسے پہنچے **موت** کی تمنا نہ کرے، اور اگر اسے موت کی تمنا کرنی پڑ جائے تو اس طرح دعا کرے ”اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي“ اے اللہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور جب موت میرے لئے بہتر ہو جائے تو مجھے موت دے دے“ {صحیح بخاری و صحیح مسلم}

تشریح: انسانی زندگی پر خوشی و غمی، وسعت و تنگی، آسانی و مشکل اور خوش حالی و بد حالی کے ادوار آتے رہتے ہیں لیکن چونکہ یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے اس لئے اس پر جو حالات بھی آئیں ایک مسلمان کے لئے اس میں خیر ہی خیر ہوتی ہے، ارشاد نبوی ہے ”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے، چنانچہ اگر اسے خوش حال نصیب ہو تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو اس پر وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے“ {صحیح مسلم} اس لئے اس نعمت {زندگی} کے زوال کی تمنا کرنا اور کوشش کرنا کسی مومن کا کام نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان کو موت کی تمنا سے روکا گیا اور خود کشی کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا۔ زیر بحث حدیث میں اسی توجیہ نبوی کا ذکر ہے کہ دنیاوی مصیبت اور تکلیف کتنی ہی سنگین کیوں نہ ہو اسکی وجہ سے موت کی تمنا نہیں کرنا چاہئے خواہ بیماری ہو، فقر و فاقہ ہو، خوف ہو یا کسی پریشان کن حالت میں پڑنے کا ڈر ہو وغیرہ وغیرہ کسی بھی حالت میں موت کی تمنا کرنا یا اس سے آگے بڑھ کر خود کشی کر لینا ایک مومن کے شایان شان نہیں ہے، کیونکہ اس میں بہت سی خرابیاں اور نقصانات ہیں جیسے:

{1} ایک مومن سے مطالبہ ہے کہ وہ مصیبت و پریشانی پر صبر و احتساب سے کام لے جبکہ موت کی تمنا کا معنی یہ ہے کہ وہ تقدیر الہی پر ناراضگی اور بے قراری و تنگ دلی کا اظہار کر رہا ہے، فرمان نبوی ہے: صبر سے کام لو اور اجر کی امید رکھو {صحیح بخاری، 12840 الجنازہ}

{2} ایک مومن سے مطالبہ ہے کہ وہ کسی بھی حالت میں کابلی، پست ہمتی اور ناامیدی کا شکار نہ ہو بلکہ مصائب و پریشانی کے وقت میں حتی الامکان انہیں دور کرنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کے ساتھ حسن ظن کو لازم پکڑے، ارشاد نبوی ہے: ”اس چیز کو حرص کرو جو تمہارے لئے مفید ہو، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو“ {صحیح مسلم، 2664} جبکہ موت کی تمنا کرنے والا اور خود کشی کرنے والا شخص اپنے آپ کو پیش آمدہ حالات کے حوالے کر دے رہا ہے اور بزدل ہو کر بیٹھ جا رہا ہے۔

{3} ایک مومن کا عقیدہ ہوتا ہے کہ موت کی سختیاں، قبر کے فتنے اور عذاب اور عالم برزخ کی ہولناکیاں دنیاوی مصیبت سے کہیں زیادہ **سخت** اور درد انگیز ہیں۔ ارشاد نبوی ہے: "ہم نے قبر سے خوفناک کچھ اور منظر کو نہیں دیکھا" {سنن الترمذی} پھر موت کی تمنا اور خود کشی جہالت و حماقت نہیں تو اور کیا ہے، اسکا تو معنی یہ ہے کہ بارش کے چھینٹوں سے بچنے کے لئے پر نالے کا سہارا لیا جا رہا ہے۔

{4} ایک مومن کا عقیدہ ہے کہ موت کے بعد انسان کے نیک اعمال کا سلسلہ **بند** ہو جاتا ہے اور کسی بھی شخص کو ایک بار موت کے آجانے کے بعد دوبارہ عمل کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ ارشاد نبوی ہے: "انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔۔۔" الحدیث " {صحیح مسلم} حالانکہ ایک مصیبت زدہ اور پریشان حال انسان جس حالت سے گزر رہا ہے اس میں کیا گیا معمولی سا نیک عمل بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، تو اس حالت سے بھگنا اور چھٹکارا حاصل کرنا اور ایسی حالت کی تمنا کرنا جس میں نیک عمل اور توبہ کی مطلقاً گنجائش نہ ہو، نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

{5} ایک مومن کا عقیدہ ہوتا ہے کہ اپنے رب کریم، روف رحیم کے بارے میں بد ظنی کا شکار ہونا نہایت ہی عظیم **جرم** اور منافقوں کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن **ایمان** کی علامت ہے۔ حدیث قدسی میں ہے "میں اپنے بندے کے گناہ کے مطابق ہوں جیسا وہ مجھ سے گناہ رکھے۔۔۔" الحدیث " {صحیح بخاری و مسلم}

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا معنی یہ ہے کہ اس کی بابت یہ یقین رکھا جائے کہ وہ پریشان حال لوگوں کی چارہ سازی فرماتا ہے، مصیبتوں سے نجات دیتا ہے اور کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ بھر مصیبت کے وقت میں صبر و احتساب، توبہ و دعا، توکل اور اللہ تعالیٰ پر یقین کا سہارا نہ لینا بلکہ موت کی تمنا کرنا بے ایمانی و **بدعقیدگی** نہیں تو اسے کس چیز کا نام دیا جائے۔

موت کی تمنا کرنے اور خود کشی کے ذریعہ زندگی جیسی نعمت سے ہاتھ دھولینے کے اور بھی بہت سے نقصانات ہیں، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے موت کی تمنا سے منع فرمایا ہے، ہاں؛ کبھی کبھار ایسے حالات آ جاتے ہیں کہ ایمانی کمزوری کی وجہ سے اس ضعیف اور ظلوم و جہول انسان کی قوت برداشت جواب دے جاتی ہے اور وہ زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگتا ہے لیکن چونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ موت اس کے لئے بہتر ہے یا زندگی، اس لئے اس پر واجب ہے کہ ایسے حالات میں وہ اپنے رب کا سہارا لے اور اس حدیث میں مذکور دعائیہ کلمات کے ذریعہ دعا کرے۔

فائدے :

- 1) موت کی تمنا کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر معاملہ دین کے خطرے میں پڑ جانے کا ہو یا قتل و فساد کے ایسے حالات ہوں کہ ایمان و عمل پر فساد کا ڈر ہے تو موت کی تمنا کی جاسکتی ہے، جیسا کہ حضرت مریم اور بعض صحابہ۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہے۔
- 2) اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام {سورۃ یوسف، 101} اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی {صحیح البخاری، 5674}
- 3) مومن کی زندگی اس کے لئے خیر ہی خیر ہے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو بہت ممکن ہے کہ مزید نیکیاں کرے اور اگر بدکار ہے تو زندگی اس کے لئے توبہ کا موقعہ فراہم کر رہی ہے۔

**خلاصہ حدیث نمبر: 131، بتاریخ: 30 رجب 1 شعبان 1431ھ، م 12/13 جولائی 2010

فضیلۃ الشیخ/ ابو کلیم مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ

الفاظ، سعودی عرب